ازالة الريب

عن عقيدة

علم الغيب

حضرت مولانا محمد سرفراز خان



قال اللہ تعالیٰ

قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ (قرآن حکیم)

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

وَلَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰہ (مستدرک ج ا ص ۲ علی شرط مسلم)

وانشد الامام احمد بن حنبلؒ فی السجن ؎

تبارک من لا یعلم الغیب غیرہ ومن لم یزل یثنی علیہ ویذکر

(اجتماع الجیوش الاسلامیۃ ص ۱۲۳ لابن القیمؒ)

اِزَالَۃُ الرَّیْبِ

عن عقیدۃ

علم الغیب

جس میں بڑی تحقیق و جستجو اور محنتِ شاقہ سے قرآنِ حکیم، صحیح احادیث، صحابہؓ، تابعینؒ، فقہاء کرام، محدثین اور متکلمین اور بزرگانِ دین وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کی واضح اور روشن تر عبارات اور اقوال، ٹھوس حوالجات سے مستحکم دلائل اور مضبوط براہین کے ساتھ یہ مسئلہ ثابت کیا گیا ہے کہ غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور بس، کسی ولی اور بزرگ، کسی نبی اور فرشتہ حتیٰ کہ جناب امام الانبیاء خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی علم غیب نہیں تھا اور اس کے برعکس عقیدہ سراسر غیر اسلامی ہے اور اس عقیدہ کے مخالف حضرات کے تمام نقلی اور عقلی شبہات کے مسکت جواب دے کر بفضلہ تعالیٰ اس مسئلہ کے مثبت اور منفی پہلو کی علمی بحث کا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ کتاب پڑھنے سے اس کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے اور ذاتی اور عطائی وغیرہ کی تمام دور ازکار بحثیں یک نظر سامنے آجاتی ہیں

ناشر: مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

طبع دہم .... مارچ ۲۰۱۱ء

نام کتاب .... ازالۃ الریب عن عقیدۃ علم الغیب

مؤلف .... امام اہل سنت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ

مطبع .... مکی مدنی پرنٹرز لاہور

تعداد .... بارہ سو پچاس (۱۲۵۰)

قیمت .... ۳۱۰/- (تین سو دس روپے)

ناشر .... مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

ملنے کے پتے

☆ کتب خانہ صفدریہ، حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

☆ ادارہ الانور بنوری ٹاؤن کراچی

☆ کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی

☆ مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان

☆ مکتبہ حقانیہ ملتان

☆ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور

☆ مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور

☆ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور

☆ مکتبہ الحسن اردو بازار لاہور

☆ کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی

☆ کتب خانہ مجیدیہ بوہڑ گیٹ ملتان

☆ مکتبہ صفدریہ چوہڑ چوک راولپنڈی

☆ مکتبہ حلیمیہ درہ پیزو لکی مروت

☆ مکتبہ سلطان عالمگیر اردو بازار لاہور

☆ ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور

☆ اسلامی کتب خانہ اڈا گامی ایبٹ آباد

☆ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ

☆ مکتبہ عثمانیہ میانوالی روڈ تلہ گنگ

☆ مکتبہ الاظہر بانو بازار رحیم یار خان

☆ اقبال بک سنٹر نزد صالح مسجد صدر کراچی

☆ مکتبہ فاروقیہ ہزارہ روڈ حسن ابدال

☆ مکتبہ علمیہ جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک

☆ مکتبہ سید احمد شہید اکوڑہ خٹک

☆ مکتبہ رحمانیہ قصہ خوانی پشاور

☆ مکتبہ العارفی فیصل آباد

☆ مکتبہ فاروقیہ حنفیہ اردو بازار گوجرانوالہ

☆ والی کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ

☆ ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ ☆ ظفر اسلامی کتب خانہ جی ٹی روڈ گکھڑ

آیت کے مقابلہ میں پیش کرنا محض ہرزہ بافی ہے۔ قرآنِ کریم کی نص قطعی کا جواب یہ کیسے بن سکتی ہے؟
خان صاحب کے اصل الفاظ یہ ہیں:۔

"کہ عموم آیات قطعیہ قرآنیہ کی مخالفت میں اخبار احاد سے استناد محض ہرزہ بافی ہے" (انباء المصطفیٰ)
نیز لکھتے ہیں کہ "نہ حدیث احاد اگرچہ کیسی ہی اعلیٰ درجہ کی صحیح ہو عموم قرآن کی تخصیص کر سکے بلکہ اس کے حضور مضمحل ہو جائے گی بلکہ تخصیص متراخی نسخ ہے اور اخبار کا نسخ ناممکن اور تخصیص عقلی عام کو قطعیت سے نازل نہیں کرتی نہ اس کے اعتماد پر کسی ظنی سے تخصیص ہو سکے" (ملخصہ انباء المصطفیٰ ص۵)
اور مفتی صاحب کا حوالہ بھی پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ وہ دوسروں سے قطعی الدلالۃ دلیل کا مطالبہ کرتے ہیں اور یوں لکھتے ہیں کہ "وہ آیت قطعی الدلالت ہو جس کے معنی میں چند احتمال نہ نکل سکتے ہوں اور حدیث ہو تو متواتر ہو" (ملخصہ جاء الحق ص۹)
اور نیز مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ:۔ "قرآن پاک کے عام کلمات کو حدیث احاد سے بھی خاص نہیں بنا سکتے چہ جائیکہ محض اپنی رائے سے" انتہیٰ (جاء الحق ص۶)
جب تک وہ اس حدیث کا تواتر ثابت نہ کریں ان کو پہلے اس استدلال میں پیش کرنے کا کیا حق ہے؟
وثانیاً اس مضمون کی کوئی روایت صحیح ہی نہیں ہے ہم بفضلہ تعالیٰ اس سلسلہ کی روایات کا باحوالہ تذکرہ کرتے ہیں اور ساتھ ہی ان کے رجال کا ذکرِ خیر بھی کتب اسماء الرجال سے کر دیتے ہیں تاکہ اصل حقیقت سامنے آجائے۔

حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ کی روایت

ان کی روایت امام ابن جریرؒ اور طبرانیؒ وابن ابی حاتمؒ وابن مردویہؒ والو الشیخؒ وغیرہ نے نقل کی ہے۔
اور ان کی سند یوں ہے:۔ اسباط عن السدی عن ابی مالک عن ابن عباس رضہ الخ دیکھئے تفسیر ابن جریر ج ۹ ص۱۴ وعمدۃ القاری ج ۴ ص۱۱۱ ودر منثور ج ۳ ص۱۷۲ وابن کثیر ج ۲ ص۲۸۵ وروح المعانی ج ۱۱ ص۱۰ وغیرہ مگر یہ سند کمزور اور ضعیف ہے، اس قابل نہیں کہ اس سے احتجاج کیا جا سکے۔ کیونکہ ایک تو اس کی سند میں اسباطؔ۔ بن نصر الہمدانی ابو یوسف ہے۔ امام حرب رہ کا بیان ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ اس کو ضعیف سمجھتے تھے۔ امام ابو حاتمؒ کا بیان ہے کہ میں نے ابو نعیم رہ سے اس کی تضعیف سنی ہے اور انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ اس کی اکثر حدیثیں عامی ساقط الاعتبار اور مقلوب الاسانید ہیں۔ امام نسائیؒ

کا بیان ہے کہ وہ قوی نہیں ہے۔ ساجی رح اس کو ضعفاء میں بیان کرتے ہیں۔ امام ابنِ معینؒ سے ایک روایت میں لیس بشیئ کے الفاظ مروی ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۲۱۲) اور دوسرے راوی اس میں السدی الکبیر ہیں جن کا نام اسمٰعیلؒ بن عبدالرحمٰنؒ بن ابی کریمہؒ ہے۔ یہ اگرچہ فنِ تفسیر کے امام ہیں مگر فنِ حدیث کے بارے میں حضرات محدثین کرام رح کی رائے ان کے بارے میں اچھی نہیں ہے۔ چنانچہ امام ابنِ معینؒ فرماتے ہیں کہ ان کی روایت میں ضعف ہوتا ہے۔ امام جوزجانی رح فرماتے ہیں کہ ھو کذاب شتام (وہ بہت بڑا جھوٹا اور تبرائی تھا) امام ابوزرعہ رح فرماتے ہیں کہ وہ کمزور ہے۔ ابوحاتم رح کہتے ہیں اس کی حدیث لکھی تو جا سکتی ہے مگر اس سے احتجاج درست نہیں ہے۔ عقیلی کہتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے ساجیؒ کا بیان ہے کہ صدوق فیہ نظر۔ امام طبریؒ کہتے ہیں لا یحتج بحدیثہ کہ اس کی حدیث سے احتجاج و استدلال جائز نہیں ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۳۱۴) اور معالم التنزیل ج ۴ ص ۲۳۱ پر ابن کثیر، اور مجموع التفاسیر ج ۳ ص ۱۷۶ میں اس مضمون کی ایک روایت کلبی اور سدی دونوں سے مروی ہے کلبی کا حال بھی سن لیجئے اور سدی اس مقام پر الصغیر ہے۔ اس کا حال بھی ملاحظہ کر لیجئے۔ کلبی کا نام محمد بن السائب بن بشر ابوالنضر الکلبی ہے۔ امام معتمرؒ بن سلیمانؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ کوفہ میں دو بڑے بڑے کذاب تھے، ایک اُن میں سے کلبی تھا اور لیثؒ بن ابی سلیمؒ کا بیان ہے کہ کوفہ میں دو بڑے بڑے جھوٹے تھے، ایک کلبی اور دوسرا سدی۔ امام ابنِ معینؒ کہتے ہیں کہ لیس بشیئ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ امام یحییٰؒ اور ابنِ مہدیؒ نے اس کی روایت بالکل ترک کر دی تھی۔ امام ابن مہدی فرماتے ہیں کہ ابوجز رح نے فرمایا کہ میں اس بات پر گواہی دیتا ہوں کہ کلبی کافر ہے۔ میں نے جب یہ بات یزیدؒ بن زریعؒ سے بیان کی تو وہ بھی فرمانے لگے کہ میں نے بھی اُن سے یہی سنا کہ اشھد انہ کافر اس کے کفر کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ:-

یقول کان جبرائیل یوحی الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقام النبی لحاجتہ وجلس علی رض فاوحی الی علی رض

کلبی کہتا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی لایا کرتے تھے ایک مرتبہ آپ کسی حاجت کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کی جگہ حضرت علی رض بیٹھ گئے تو جبرئیل علیہ السلام نے ان پر وحی نازل کر دی۔

(یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام مورد وحی اور مہبط وحی کو نہ پہچان سکے اور حضرت علی رض کو رسول سمجھ کر ان کو وحی

سُنا گئے، اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس بھولے بھالے جبرائیل علیہ السلام نے آگے پیچھے کیا کیا ٹھوکریں کھائی ہوں گی اور کن کن پر وحی نازل کی ہوگی اور نہ معلوم حضرت علیؓ کو بھی وہ اس خفیہ وحی میں کیا کچھ کہہ گئے ہوں گے۔ ممکن ہے یہ خلافت بلا فصل ہی کی وحی ہو جس کو حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت علیؓ کے کان میں پھونک گئے ہوں گے۔ بات ضرور کچھ ہوگی۔ آخر کلبی کا بیان بلاوجہ تو نہیں ہو سکتا، اور کلبی کے اس نظریہ کے تحت ممکن ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام پہلی ہی وحی میں بھول کر حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وحی سُنا گئے ہوں اور مقصود کوئی اور ہو بلکہ عین ممکن ہے کہ وہ حضرت علیؓ ہی ہوں۔ آخر کلبی ہی کے کسی بھائی کا یہ نظریہ بھی تو ہے کہ :۔

جبرائیل کہ آمد چوں از خالق بے چوں — بہ پیش محمد شد و مقصود علی بود

معاذ اللہ تعالیٰ، استغفر اللہ تعالیٰ، کلبی نے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور وحی کو ایک ڈراما اور کھیل بنا کر رکھ دیا ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ ثم العیاذ باللہ تعالیٰ۔ صفدر) بلکہ کلبی نے خود یہ کہا ہے کہ جب میں بطریق ابو صالح عن ابن عباسؓ کوئی روایت اور حدیث تم سے بیان کروں تو فھو کذب، (وہ جھوٹ ہے) امام ابو حاتمؒ فرماتے ہیں کہ حضرات محدثین کرامؒ سب اس امر پر متفق ہیں کہ وہ متروک الحدیث ہے۔ اس کی کسی روایت کو پیش کرنا صحیح نہیں ہے امام نسائیؒ کہتے ہیں کہ وہ ثقہ نہیں ہے اور اس کی روایت لکھی بھی نہیں جا سکتی۔ علی بن الجنیدؒ، حاکم ابو احمدؒ اور دار قطنیؒ فرماتے ہیں کہ وہ متروک الحدیث ہے۔ جوزجانیؒ کہتے ہیں کہ وہ کذاب اور ساقط ہے۔ ابن حبانؒ کہتے ہیں کہ اس کی روایت پر جھوٹ بالکل ظاہر ہے اور اس سے احتجاج صحیح نہیں ہے۔ ساجیؒ کہتے ہیں کہ وہ متروک الحدیث ہے اور بہت ہی ضعیف اور کمزور تھا کیونکہ وہ غالی شیعہ ہے۔ حافظ ابو عبد اللہ الحاکمؒ کہتے ہیں کہ ابو صالحؒ سے اس نے جھوٹی روایتیں بیان کی ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ :۔

وقد اتفق ثقات اھل النقل علی ذمہ و ترک الروایۃ عنہ فی الاحکام والفروع (تہذیب التہذیب ج ۹ ص۱۷۸ تا ص۱۸۱ ملتقطاً)

تمام اہلِ نقل ثقات اس کی مذمت پر متفق ہیں اور اس پر بھی ان کا اتفاق ہے کہ احکام اور فروع میں اس کی کوئی روایت قابلِ قبول نہیں ہے۔

اور امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ کلبی کی تفسیر اوّل سے لے کر آخر تک سب جھوٹ ہے اس کو پڑھنا

بھی جائز نہیں ہے (تذکرۃ الموضوعات ص۸۲)، اور علامہ محمد طاہر الحنفی رح لکھتے ہیں کہ کمزور ترین روایت فن تفسیر میں کلبی عن ابی صالح عن ابن عباس رضؓ ہے، اور

فاذا انضم الیه محمد بن مروان السدی الصغیر فهی سلسلة الکذب (تذکرۃ الموضوعات ص۸۲ و اتقان ج۲ ص۱۸۹)

جب اس کے ساتھ محمد بن مروان السدی الصغیر بھی مل جائے پھر تو یہ جھوٹ کا ایک پلندہ ہے۔

اور اس روایت میں خیر سے یہ دونوں شیر جمع ہیں۔ سچ ہے ع: شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

اور محمد بن مروان السدی الصغیر کا حال بھی سُن لیجئے:۔

امام بخاری رح فرماتے ہیں کہ اس کی روایت ہرگز نہیں لکھی جاسکتی۔ (ضعفاء صغیر امام بخاری رح ص۲۹)۔ اور امام نسائی رح فرماتے ہیں کہ وہ متروک الحدیث ہے۔ (ضعفاء امام نسائی رح ص۵۲) علامہ ذہبی رح لکھتے ہیں کہ حضرات محدثین کرام رح نے اس کو ترک کر دیا ہے، اور بعض نے اس پر جھوٹ بولنے کا الزام بھی لگایا ہے۔ امام ابن معینؒ کہتے ہیں کہ وہ ثقہ نہیں ہے۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو چھوڑ دیا تھا۔ ابن عدی رح کا بیان ہے کہ جھوٹ اس کی روایات پر بالکل بیّن ہے۔ (میزان الاعتدال ج۳ ص۱۳۲)۔ امام بیہقی رح فرماتے ہیں کہ وہ متروک ہے۔ (کتاب الاسماء والصفات ص۳۹۲)۔ حافظ ابن کثیر رح فرماتے ہیں کہ وہ بالکل متروک ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج۳ ص۵۱۵)۔ علامہ سبکی رح لکھتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے (شفاء السقام ص۲۷)۔ علامہ محمد طاہر رح لکھتے ہیں کہ وہ کذاب ہے۔ (تذکرۃ الموضوعات ص۹۰) جریر رح بن عبدالحمیدؒ فرماتے ہیں کہ وہ کذاب ہے۔ ابن نمیر رح کہتے ہیں کہ وہ محض ہیچ ہے۔ یعقوب بن سفیانؒ کہتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے۔ صالحؒ بن محمدؒ فرماتے ہیں کہ وہ ضعیف تھا وکان یضع۔ (خود جعلی حدیثیں بھی بنایا کرتا تھا)۔ ابو حاتمؒ کہتے ہیں کہ وہ متروک الحدیث ہے، اس کی حدیث ہرگز نہیں لکھی جاسکتی۔ (تہذیب التہذیب ج۹ ص۴۳۶)

یہ ہیں وہ شیر جن کی روایات سے دیگر اہل بدعت حضرات عموماً اور مفتی احمد یار خان صاحب خصوصاً قرآن کریم کی نصِ قطعی کو کاٹنا چاہتے ہیں تاکہ ان کے غلط اور باطل عقیدہ پر زد نہ پڑے۔ فوا اسفا۔ اور خود لوں گوہر افشاں ہیں کہ۔ قرآن پاک کے عام کلمات کو حدیث احاد سے بھی خاص نہیں بنا سکتے چہ جائیکہ محض اپنی رائے سے۔ (جاء الحق ص۹)۔

رہی حضرت ابن عباس رضؓ کی وہ روایت جو شرح شفاء میں حضرت ملا علی ن القاری رح نے نقل

کی ہے کہ منافق مرد تین سو اور عورتیں ایک سو ستر تھیں تو اس کی سند انہوں نے کوئی بیان نہیں کی ظن غالب یہی ہے کہ اس کی سند میں بھی کوئی کلبی اور سدی جیسا شیر موجود ہے تو ایسی بلا سند اور موقوف روایت سے قرآن کریم کی قطعی الدلالۃ اور قطعی الثبوت نص کو کیونکر رد کیا جا سکتا ہے؟ اور ایسی روایت قرآن کریم کی آیت کا جواب کیسے بن سکتی ہے؟ مفتی صاحب اور دوسروں سے تو آپ قطعی الدلالت نص اور حدیث متواتر مانگتے ہیں، کیا اپنے گھر شریف کی بھی آپ کو کچھ خبر ہے؟ خدا ادھر بھی تو نگاہ کیجئے، اور دل کی کہئے، عوام کے سامنے تو آپ دل کی کہنے کو تیار نہ ہوں گے۔ ہمارے سامنے ہی کہہ دیجئے ۔

میں اگر حائل تو نکلے مطلب دل کچھ نہ کچھ
میرا جانا اور ہے قاصد کا جانا اور ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت

اس سلسلہ میں ایک یہ روایت بھی پیش کی جاتی ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن خطبہ کے موقع پر بہت سے منافقوں کو نام بنام پکار کر مسجد سے نکال دیا تھا اور ان منافقوں کی تعداد چھتیس تھی۔ یہ روایت عمدۃ القاری ج ۴ ص ۲۲۱ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳۸۵ و ج ۴ ص ۱۸۰ البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۲۷ اور خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۰۲ و روح المعانی ج ۱۱ ص ۱۰ و تاریخ کبیر للبخاریؒ ج ۷ ص ۲۳ وغیرہ میں مذکور ہے۔

صحابی کا نام بعض روایتوں میں ابن مسعودؓ اور بعض میں ابو مسعود (عقبہؓ بن عمرو انصاری) آتا ہے دونوں جلیل القدر صحابی ہیں۔

یہ روایت امام بیہقیؒ نے دلائل النبوۃ ج ۶ ص ۲۸۶ میں ابو احمد الزبیری کے علاوہ بھی دو سندوں سے نقل کی ہے لیکن دونوں میں مدار عیاض بن عیاض عن ابیہ الخ پر ہے

قرین قیاس یہ بات ہے کہ یہ روایت حضرت عبداللہؓ بن مسعود الہذلی سے نہیں بلکہ ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاریؓ سے ہے۔ چنانچہ امام جلال الدین سیوطیؒ اس کو اسی طرح نقل کرتے ہیں۔ عن ابی مسعود الانصاریؓ الخ (درمنثور ج ۳ ص ۲۷۲) ابن مسعودؓ اور ابو مسعودؓ میں کتابت وغیرہ میں غلطی واقع ہو گئی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

پہلی وجہ یہ ہے کہ امام بیہقیؒ کی سند میں ''ابو احمد الزبیری عن سفیان الخ'' واقع ہیں اور یہ اگرچہ اکثر حضرات محدثین کرامؒ کے نزدیک ثقہ ہیں مگر امام احمدؒ بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ: کثیر الخطأفی